مولانا عبدالرشید حنیف جھنگ

نقوش احسان

علامہ احسان اسلام کا فرزند جلیل، پاکستان کی متاع عزیز، جماعت اہل حدیث کی ممتاز شخصیت ہے۔ علامہ احسان نے عنفوان شباب سے تا وفات پوری زندگی اسلام کی ترویج اور فروغ کے لیے صرف کر رکھی تھی۔ زندگی کے سارے بیتالیس سال کے حسین ترین لمحات کتاب و سنت، توحید و سنت کے لیے وقف تھے۔ اسلام کے ماحول میں آنکھیں کھولیں۔ اور اسلام ہی کی تبلیغ میں مصروف اور ہوتے کہ بم کے دھماکے سے ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء بروز سوموار زخمی ہوئے اور ۳۰ مارچ ۱۹۸۷ء بروز سوموار شہید ہو گئے۔ علامہ مرحوم کی زندگی پاکستان سے تا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ابنائے اسلام کے لیے قابل رشک ہے

۱۹۷۰ء تا ۱۹۸۷ء جس جذبہ کے تحت دین حاصل کیا اسی کے تحت پورے سترہ برس میں تحریر و تقریر میں منفرد مقام حاصل کیا۔ اس سے جماعت اہل حدیث کو حیاۃ ثانیہ ملی۔ چنانچہ علامہ صاحب نے اس موقع پر یہ فرمایا تھا سید مولانا محمد داؤد غزنوی کی روایت کو قائم رکھا جائے گا۔ چنانچہ علامہ صاحب نے سید داؤد غزنوی کی جگہ عید کا خطبہ دیا۔ بقول علامہ صاحب اس نماز میں شورش کاشمیری بھی موجود تھے دوران ملاقات شورش نے فرمایا: میں خود بھی فن خطابت میں بہت زیادہ دسترس رکھتا ہوں مگر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ احسان الٰہی! اگر تم آئندہ سے خطابت چھوڑ دو تو تمہاری صرف اسی تقریر سے تمہیں برصغیر پاک و ہند کے چند بڑے خطیبوں میں شمار کیا جا سکے گا۔ حقیقت ہے کہ یہ علامہ مرحوم کی زندگی کی پہلی سیاسی تقریر تھی۔ جس طرح ایک سیاسی اور ادیب نے فن خطابت میں حقیقت کا اعتراف کیا۔ اگر آج شورش زندہ ہوتے تو ضرور کہتے خطابت کو تجھ پہ ناز ہے۔

شورش کاشمیری اور احسان

شورش اور احسان اپنے دور کے ادیب اور خطیب تھے۔ سیاسی اور مذہبی میدان میں گہرے رفیق تھے۔ جب کوئی سیاسی اور مذہبی تحریک پاکستان میں اٹھی علامہ جرنل شورش کاشمیری پیش پیش تھے۔ شورش اپنی کتاب تحریک ختم نبوت مطبوعہ ۱۹۸۰ء جنوری میں علامہ کا تین بار ذکر لائے ہیں صفحہ ۲۲۹ ، ۲۵۵ اور ۲۷۱ میں یوں تعارف کراتے ہیں:

علامہ احسان الٰہی ظہیر مدینہ یونیورسٹی سے فراغت پاکر لاہور آ گئے ہیں تو آپ نے سپرد جماعت اہل حدیث نے اپنی مرکزی مسجد چینیانوالی لاہور کی امامت کی۔ علامہ صاحب ایک فاضل اہل نوجوان ہیں۔ انہیں عربی زبان میں قدرت تامہ حاصل ہے۔ آپ نے جماعت کے ہفتہ وار اخبار کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دینا شروع کر دیئے ہیں۔ اس کے بعد اپنا ماہنامہ ترجمان الحدیث نکالا اور اس طرح قادیانیت کی خبر لی اس کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔

علامہ صاحب ایک شعلہ بیان خطیب، معجز رقم ادیب، بالغ نظر صحافی اور بہت سی زبانوں میں ماہر ہونے کے علاوہ وسیع اور دور رس نگاہ کے عالم متبحر ہیں۔ (تحریک ختم نبوت ص ۱۷۱)

تحریکات ملی۔

پاکستان میں جب بھی کوئی تحریک، تحریک نظام مصطفےٰ، تحریک ختم نبوت۔ غرض ہر تحریک میں علامہ نے رضائے الٰہی کی خاطر بھرپور حصہ لیا۔ جب کہ دیگر مذہبی اور سیاسی راہنما اپنے مخصوص مقاصد کے لیئے کام کر رہے تھے۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں اگر کسی دیگر مذہبی جماعت کو نمائندگی نہ ملتی تو وہ کبھی بھی وہ کام نہ کرتے جو احسان نے کر کے دکھایا۔ (قومی ڈائجسٹ ص ۳۶)

ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دیئے۔ حق گوئی و بے باکی کے پیش نظر اس پرچہ کو بھی خیرباد کہا۔

ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور سے جاری کیا۔ قادیانیت کا ہر نوع ہر پرچہ میں سرفہرست رہا۔ ترجمان میں تصریحات کا عنوان تا حال مضمون جاری و ساری ہے۔ علمی اور تبلیغی مصروفیات کے پیش نظر ترجمان الحدیث پرچہ جماعت اہل حدیث کے نام وقف کر دیا۔

علامہ صاحب ایک نامور صحافی کے نام سے میدان صحافت میں اترے۔ ابرد تک کامیاب صحافی رہے۔

قلم و قرطاس۔

علامہ سفر اور حضر میں اخبارات کا بڑی دلچسپی اور گہری نظر سے مطالعہ کرتے۔ سنجیدگی اور متانت سے سفر کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ان کی زندگی کا مشغلہ تعلیم و تعلم، کتب بینی ہے۔ ان کی زندگی کے حسین ترین لمحات میں اعلیٰ چیز مطالعہ اور ذوق تصنیف و تالیف تھا۔ اکابر کی تصانیف کی اشاعت کے لیئے ایک ادارہ ترجمان السنۃ کے نام سے قائم کیا۔ پہلے کشمیری بازار میں پھر پاس سے پہلی کتاب نقوش ابوالوفا ۱۹۶۹ء جنوری میں شائع کی۔ دوسری کتاب تفسیر ثنائی اردو: اس کا مقدمہ بھی تحریر کیا اس کی اشاعت ۱۹۷۱ء میں کی۔ تیسری کتاب مرزائیت اور اسلام تصنیف علامہ اس کی اشاعت ۱۹۷۲ء فروری۔ چوتھی کتاب، کتاب الوسیلہ ابن تیمیہ، امداد و تقدیم از علامہ۔ اس کی اشاعت ۱۹۸۴ء جنوری۔ پانچویں کتاب، کتاب التوحید، ترجمہ از علامہ۔

اِن اکابر کی تصانیف اور تالیف پر خود تبصرہ لکھتے۔ تبصرہ نگاری کتاب کی روح ثانی بن جاتی۔ مکتبہ سعیدیہ خانیوال کا فتاویٰ اہل علماء اہل حدیث سرفہرست آپ کا تبصرہ رقم ہے۔

عربی دانی۔

احسان مرحوم الہامی کتاب کو نوعمری میں حفظ کر چکے تھے۔ قرآنی برکات کے پیش نظر قوت حافظہ بے مثل ہو چکی تھی۔ عربی اشعار اتنے انہیں یاد تھے، عجمی تو کیا کسی عربی فاضل کو بھی اتنے اشعار یاد نہ تھے۔ اور یہی کام اردو اشعار کا بھی تھا۔ عربی روانی سے بولتے تھے، جیسا کہ انہیں اپنی مادری زبان سے زیادہ مہارت عربی میں ہے۔

عرب

جب عربی میں گفتگو کرتے تو عرب حیرت زدہ ہو جاتے۔ اور جب عربی میں دوران حج خطاب کرتے یا کسی علمی مذاکرہ میں تو اہل عرب علامہ کو خطیب عرب کی بجائے اخطب عرب کی سند داد دیتے۔

طوفان انگیز خطابت اور شعلہ بیانی۔

سینیٹر ممتاز احمد خاں نے نوائے وقت ۲۸ مئی ۱۹۸۶ء ایک مضمون علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مدینے کی گلیاں " تحریر کیا ہے۔ اس میں ایک عنوان ہے " طوفان انگیز خطابت "علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اپنی تمام تر توجہ اور توانائیاں دین اسلام کے فروغ پر مرکوز کر دیں۔ اور دیکھتے دیکھتے اپنی طوفان خیز خطابت اور شعلہ بیانی سے اپنے لیئے ایک امتیازی اور انتہائی قابل احترام مقام پیدا کر لیا۔ اپنے عقائد اور نظریات کے اظہار میں وہ انتہائی بے باک تھے۔ اور خدا تعالٰی کی ذات کے علاوہ کسی دنیاوی طاقت کا کوئی خوف ان کے پاس نہ پھٹکتا تھا۔ ایسے حالات میں ان کا ایک متنازعہ شخصیت بن جانا لازمی امر تھا۔ جہاں انہوں نے بے شمار دوست اور مداح پیدا کیئے۔ بہت سے مخالفین بھی پیدا ہوئے۔ لیکن آخر دم تک ایک شمشیر برہنہ کی طرح میدان جہاد میں ڈٹے رہے۔ اور بالآخر جوانی کے عالم میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اور ہمارا معاشرہ ایک عظیم ہستی سے محروم ہو گیا۔ جس کا بدل کئی نسلوں تک پیدا نہیں ہوگا۔

سردار کی عظمت۔

علامہ مرحوم کوئی خشک مزاج زاہد نہ تھے۔ وہ زندگی کی پاکیزہ اقدار، لطافتوں اور رعنائیوں سے بھی خوب بہرہ ور تھے۔ طبیعت میں بے حد طنز و مزاح تھا اور نجی محفلوں کو اپنی پیاری گفتگو سے گل گلزار بنا دیتے تھے، خوشامد، تصنع، منافقت اور ریاکاری جو بدقسمتی سے آج ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کی زندگی کا زیور ہیں۔ وہ ان سے کوسوں دور تھے۔

(ح) میدانِ صحافت۔

۱۹۶۲ء پاکستان کے مرکزی شہر لاہور کی اہل حدیث کی تاریخی مسجد میں بحیثیت خطیب اور امام مقرر ہوئے۔ یہ تاریخی مسجد خاندانِ غزنویہ کا روحانی مرکز تھی۔ اس مسجد کی تاریخی حیثیت کو علامہ نے چار چاند لگائے۔ علمی قابلیت اور قوت کے بل بوتے کی بنا پر جماعت نے ہفت روزہ "الاعتصام" کا ایڈیٹر مقرر کر دیا میدان صحافت میں یہ مجلہ چند دنوں میں عظمت علیا اور قارئین کی آماجگاہ بنتا چلا گیا۔ قادیانیت کی تردید کا محور ایڈیٹر کی ذات گرامی تھی۔ اسلام اور مرزائیت نامی کتاب۔ چٹان۔ لیل و نہار۔ اقدام اور الاعتصام میں مضامین کا مجموعہ ہے۔ قادیانیت کے موضوع پر اردو میں لاثانی کتاب اور عربی میں اعلامیہ بے مثل کتاب ہے۔

شورش کاشمیری نے ان ماہناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ان سب کی ادارت بڑے بڑے فضلاء کے ہاتھوں میں رہی۔ ان کے مضامین علمی اعتبار سے اس پایہ کے تھے کہ مرزائیت کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ہفت روزہ اخبار کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دینا شروع کر دیئے:

فخر ایشیا۔

ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی نوجوان کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا جس کی تصانیف اہل عرب کی تعلیم گاہوں میں بطور نصاب درساً پڑھائی جاتی ہوں۔ یہ اعزاز اور فخر علامہ احسان کے لیے مخصوص تھا۔

سیاسی تشخص۔

علامہ صاحب سیاست میں انفرادی طور پر کوشاں رہے۔ مختلف سیاسی پارٹیوں سے میل جول رکھا۔ پی ڈی پی میں شمولیت، تحریک استقلال میں جذبۂ ایثار تک کام کیا۔ جیل کی تاریک کوٹھڑی میں روزہ کی حالت میں مشقت برداشت کی۔ لیکن صبر کی نعمت کو اپنا ایمانی ہتھیار بنایا۔ ایم آر ڈی سے تعلق استوار کیا لیکن فوری طور پر لاتعلق ہو گئے۔ ایوب دور سے ضیاء الحق کے دور تک حق کا کلمہ اپنی سیاسی اور جماعتی تشخص میں قائم رکھتے رہے۔ اس راہ میں ۱۶ ایم پی او مقدمہ بنایا گیا۔ روزہ کی حالت میں پولیس کا پہرہ اور تشدد، پاؤں میں بیڑیاں اور ۴۸ گھنٹے تک روزہ افطار نہ کرنے دیا۔ اس کے باوجود علامہ کے عزم و حوصلہ میں کوئی لغزش نہ آئی۔ سیاست میں موجود رہے۔ بنگلہ دیش نامنظور کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ علامہ کا سیاسی تشخص کتاب و سنت کے رنگ میں ممتاز رہا۔

جماعتی تشخص۔

انفرادی سیاست سے جماعتی سیاست میں یکسوئی اختیار کر لی۔ جماعت اہل حدیث میں اکابر اہل حدیث مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے امین رہے۔ ان کے تشخص پر آنچ نہ آنے دی۔ یہی "عظمت احسان" کی منزل عروج تھی۔ اکابر

باقی ص۵۱ پر

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ ضرب کاری

شیر ربانی
مولانا شہید
حضرة حبیب الرحمان یزدانی
رحمہ اللہ تعالیٰ

www.KitaboSunnat.com